بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القدر بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 /اکتوبر 2019 بمقام گیسن (جرمنی)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابہ کا جو میں نے ذکر شروع کیا ہوا ہے آج بھی وہی ذکر کروں گا۔ اس سے قبل حضرت خبیب بن عدی کا ذکر کیا گیا تھا اور اس کا کچھ حصہ بیان کرنے سے رہ گیا تھا۔ انہوں نے شہادت کے وقت اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے وہ سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا بھی دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے وعلیکم السلام بھی کہا اور اس کا صحابہ سے ذکر بھی کیا کہ ان کی شہادت ہوگئی ہے۔

ایک روایت حضرت خبیب بن عدی کے قید کے واقعہ کے بارے میں اس طرح بھی ہے حجیر بن ابو ایہاب جس کے گھر میں حضرت خبیب بن عدی قید تھے اس کی آزاد کردہ لونڈی معاویہ جو بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں، بتایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے حضرت خبیب سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ میں انہیں دروازے کے دَر سے دیکھا کرتی تھی اور وہ زنجیر میں بندھے ہوتے تھے اور میرے علم میں روئے زمین پر کھانے کے لئے انگوروں کا ایک دانہ بھی نہ تھا لیکن حضرت خبیب کے ہاتھ میں آدمی کے سر کے برابر انگوروں کا گچھا ہوتا تھا جس میں سے وہ کھاتے۔ وہ اللہ کے رزق کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضرت خبیب تہجد میں قرآن پڑھتے اور عورتیں وہ سن کر رو دیتیں اور انہیں حضرت خبیب پر رحم آتا۔ وہ بتاتی ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت خبیب سے پوچھا اے خبیب کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ایک دفعہ خبیب نے مجھ سے کہا میرے پاس استرہ بھیج دو تا کہ میں اپنے آپ کو درست کرلوں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے ابوحسین کے ہاتھ استرہ بھیجا۔ جب بچہ چلا گیا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب میرا بیٹا اس کے پاس ہے استرہ اس کے ہاتھ میں ہے اب وہ تو انتقام لے لے گا۔ یہ میں نے کیا کر دیا۔ حضرت خبیب نے استرہ لیتے ہوئے مزاحاً اس بچے کو کہا کہ تو بڑا بہادر ہے۔ کیا تمہاری ماں کو میری غداری کا خوف نہیں آیا اور تمہارے ہاتھ میرے پاس استرہ بھجوا دیا جبکہ تم لوگ میرے قتل کا اردہ بھی کر چکے ہو۔ حضرت معاویہ بیان کرتی ہیں کہ خبیب کی یہ باتیں میں سن رہی تھی۔ میں نے کہا اے خبیب میں اللہ کی امان کی وجہ سے تم سے بے خوف رہی اور میں نے تمہارے معبود پر بھروسہ کر کے اس بچے کے ہاتھ تمہارے پاس استرہ بھجوایا۔ میں نے وہ اس لئے نہیں بھجوایا کہ تم اس سے میرے بیٹے کو قتل کر ڈالو۔ حضرت خبیب نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اس کو قتل کروں ہم اپنے دین میں غداری جائز نہیں سمجھتے۔ وہ بتاتی ہیں کہ پھر میں نے

خبیب کو خبر دی کہ لوگ کل صبح تمہیں یہاں سے نکال کر قتل کرنیوالے ہیں۔ اگلے دن لوگ انہیں زنجیر میں جکڑے ہوئے تنعیم لے گئے جو مکہ سے مدینہ کی طرف تین میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے اور خبیب کے قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے بچے عورتیں غلام اور مکہ کے بہت سارے لوگ وہاں پہنچے اور کوئی بھی مکہ میں نہ رہا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ تماشا دیکھنے والوں میں ابوسفیان رئیس مکہ بھی تھا۔ وہ زید کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ تم پسند نہیں کرتے کہ محمد تمہاری جگہ پر ہو اور تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہو (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ زید نے بڑے غصے سے جواب دیا کہ ابوسفیان! تم کیا کہتے ہو خدا کی قسم میرے لئے مرنا اس سے بہتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کو مدینہ کی گلیوں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ اس فدائیت سے ابوسفیان متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے حیرت سے زید کی طرف دیکھا اور فوراً ہی دبی زبان میں کہنے لگا کہ خدا گواہ ہے کہ جس طرح محمد کے ساتھی محمد کے ساتھ محبت کرتے ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اور شخص کسی سے محبت کرتا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول ہیں اگلے صحابی جن کا ذکر ہوگا۔ حضرت عبداللہ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عوف سے تھا یہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے تھے اور نہایت ہی مخلص اور جانثار اور فدائی صحابی تھے۔ حضرت عبداللہ کا نام جاہلیت کے زمانے میں حباب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بدل کر عبداللہ رکھ دیا اور فرمایا حباب شیطان کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ اسلام لائے اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا یہ جلیل القدر صحابہ میں شامل تھے۔ حضرت عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ بدر احد اور دیگر تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ حضرت عبداللہ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے حضرت عائشہ نے حضرت عبداللہ سے احادیث روایت کی ہیں حضرت عبداللہ کو کاتب وحی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت عبداللہ کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کے دانت لگوانے کا ارشاد فرمایا تھا۔

غزوہ احد میں ابوسفیان نے مسلمانوں کو چیلنج دیا تھا کہ اگلے سال ہم دوبارہ بدر کے میدان میں ملیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ اس لئے دوسرے سال ماہ شوال کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابہ کی جمعیت کو ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے۔ دوسری طرف ابوسفیان بن حرب بھی دو ہزار قریش کے لشکر کے ساتھ مکہ سے نکلا مگر باوجود اتنی بڑی جمعیت کے اس کا دل خائف تھا اور چاہتا تھا کہ وہ مسلمانوں کے سامنے نہ ہو۔ چنانچہ اس نے ایک شخص کو مدینہ بھیجا جس نے مسلمانوں میں قریش کی طاقت اور تیاری کے جھوٹے قصے سُنا کر بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی اور بعض کمزور ایمان والے مخالف بھی ہو گئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو سمجھایا اور انہیں حوصلہ دیا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اکیلا بھی جانا پڑے تو میں جاؤں گا۔ اس پر مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ جنگ پر جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ دوسری طرف ابوسفیان اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ہمراہ مکہ سے نکلا لیکن خدائی تصرف کچھ ایسا ہوا کہ مسلمان تو بدر میں اپنے وعدہ پر پہنچ گئے مگر قریش کا لشکر تھوڑی دور آگے جا کر پھر مکہ لوٹ گیا۔ اسلامی لشکر آٹھ دن تک بدر میں ٹھہرا لیکن لشکر قریش نہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کوچ کر کے مدینہ واپس

تشریف لے آئے یہ غزوہ بدر الموعد کہلاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ 12 ہجری میں حضرت ابو بکر کی خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک جانور پہ سوار ہو کر ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور ابھی وہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس مجلس میں کچھ مشرک کچھ یہودی اور کچھ مسلمان بیٹھے ہوئے تھے مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب اس جانور کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانکی اور کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کہنے کے بعد جانور سے اترے۔ آپ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا اے شخص جو بات تم کہتے ہو اس سے اچھی کوئی اور بات نہیں۔ ہماری مجلس میں آ کر تکلیف نہ دیا کرو اپنے ٹھکانے پر ہی واپس جاؤ اور جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہ سن کر کہا کہ نہیں یا رسول اللہ ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں پڑھ کر سنایا کریں ہمیں یہ بات پسند ہے اس پر مسلمان اور مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جوش دباتے رہے اور سمجھاتے رہے۔ آخر وہ رک گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی ایذا دہی پر صبر کیا کرتے تھے۔

آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر ان کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی میں کفار قریش کے بڑے بڑے سرگرم عمل مار ڈالے تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور جو اس کے ساتھ مشرک اور بت پرست تھے کہنے لگے اب تو یہ سلسلہ شاندار ہو گیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کر لی یعنی جب دیکھا کہ جنگ بدر میں کامیاب ہو گئے ہیں تو خوف پیدا ہوا اور اسلام لے آئے۔

غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کر کے ان سے قریش کے اس حملہ کے متعلق مشورہ مانگا کہ آیا مدینہ میں ہی ٹھہرا جاوے یا باہر نکل کر مقابلہ کیا جاوے۔ مشورہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے نیز میں نے دیکھا کہ میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ گائے ذبح کی جارہی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زرہ کے اندر ڈالا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ایک مینڈھا ہے جس کی پیٹھ پر میں سوار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تعبیر کی کہ گائے کے ذبح ہونے سے مراد میرے صحابہ میں سے بعض کا شہید ہونا ہے اور میری تلوار کے کنارے کے ٹوٹنے سے میرے عزیزوں میں سے کسی کی شہادت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے یا شاید خود مجھے اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حملہ کے مقابلہ کے لئے ہمارا مدینہ کے اندر ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے اور مینڈھے پر سوار ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ کفار کے لشکر کا سردار انشاء اللہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ بعض بڑے صحابہ نے یہ رائے دی کہ مدینہ میں ہی ٹھہر

کر مقابلہ کرنا مناسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور کہا کہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کریں لیکن اکثر صحابہ نے اور خصوصاً ان نوجوانوں نے جو بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے، بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے اس قدر اصرار سے اپنی رائے کو پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوش کو دیکھ کر ان کی بات مان لی اور فیصلہ فرمایا کہ ہم کھلے میدان میں نکل کر کفار کا مقابلہ کریں گے۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور عمامہ باندھا اور ہتھیار لگا کر اللہ کا نام لیتے ہوئے باہر تشریف لے آئے لیکن اتنے عرصہ میں حضرت سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس اور دوسرے اکابر صحابہ کے سمجھانے سے نوجوان کو اپنی غلطی محسوس ہونے لگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے تھا۔

اور انہوں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم سے غلطی ہوگئی کہ ہم نے آپ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار کیا۔ آپ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں اسی طرح کارروائی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اسے اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے۔ پس اب اللہ کا نام لے کر چلو اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔

دوسرے دن یعنی 15 شوال 3ھ ہجری کو سحری کے وقت اسلامی لشکر آگے بڑھا اور صبح ہوتے ہی احد کے دامن میں پہنچ گیا۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے غداری کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر سے ہٹ کر یہ کہتا ہوا مدینہ کی طرف واپس لوٹ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات نہیں مانی اور ناتجربہ کار نوجوانوں کے کہنے میں آ کر باہر نکل آئے ہیں اس لئے میں ان کے ساتھ ہو کر نہیں لڑ سکتا۔ اب مسلمانوں کی طاقت صرف سات سو لوگوں پر مشتمل تھی جو کفار کے تین ہزار سپاہیوں کے مقابلہ میں چوتھائی حصہ سے بھی کم تھی۔ بہرحال جنگ ہوئی۔ کچھ اور بھی حالات ہیں اس حوالے سے جو انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم خواجہ رشید الدین قمر صاحب ابن مولانا قمر الدین صاحب مرحوم کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا جو 10 اکتوبر کو کچھ علالت کے بعد 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar (aba) 18th - October - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB